تذکرہ علمائے اہلحدیث

از : مولانا عبدالرشید صاحب حنیف

حضرت مولانا عبدالوہابؒ (دہلوی)

نام : عبدالوہاب ، کنیت ابو محمد ۔

لقب : "محدث ہند"

نسبت : عبدالوہاب بن حاجی محمد بن میاں خوشحال بن میاں فتح بن میاں قائم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ولادت : ۱۲۸۱ھ/۱۲۸۰ھ مولد قصبہ د آسو آستانہ ضلع جھنگ ۔

ہجرت : حاجی محمد آپ کے والد محترم زمیندار تھے و آسو آستانہ سے مبارک آباد ضلع ملتان کو دارِ ہجرت بنایا ۔

تعلیم : دیہاتی ماحول کے تحت چھ سال کے بعد آپ کی دینی تعلیم کا آغاز گاؤں کی مسجد سے کیا گیا ۔

جامعہ محمدیہ لکھوکے : "لکھوکے" پنجاب میں علم نحو اور صرف کا مرکز شمار ہوتا تھا ۔ دونوں بھائیوں نے اس مکتب میں داخلہ لیا ۔ موصوف نے اسی مدرسہ میں فطانت اور جلد ذہانت کے تحت قرآن مجید جلدی حفظ کر لیا ۔

امرتسر : مدرسہ غزنویہ : جس کے بانی حضرت عبداللہؒ الغزنوی محبت سنت ختم المرسلین فداہ ابی و امی وروحی وجسدی وکل شی مانندی تھے ۔ اس سلسلہ میں آپ کو غزنی شہر میں شدید اذیت دی گئی تھی آپ کے جسم ، گوشت ، پوست ، خون میں سنت سرایت کر چکی تھی ۔ بلکہ سنت کے نشہ میں مخمور ہو چکے تھے ۔ بالآخر آپ کو اس شہر سے نکال دیا گیا موصوف نے ہجرت کو پسند فرمایا ۔ ظالم حکمران کی کسی بات کو بھی قبول نہ کیا ۔ کیونکہ آپ اعلاء کلمۃ اللہ کو حق اور ایمان سے قبول کر چکے تھے دولت ایمان کے مقابلہ میں دولت مال اور راحت جان کوئی چیز نہیں ۔[1]

کیا ہی کسی نے خوب تحریر کیا ہے ۔ عبداللہ الغزنوی صاحبزادہ[2] خطیب فارس بنسان السنۃ والتوحید

---

[1] بحوالہ سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی مرحوم مرتبہ صوفی احمد دین صاحب ۔

[2] یاد رہے عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ اپنے آپ کو مولوی نہ کہلاتے تھے "عبداللہ" ہی لکھتے اور بولتے تھے بجائے حنیف

فارس میدان الاخلاص والتجرید۔

مجسمہ صبر اور طالب اجر ربانی توحید و سنت کا باغ لگانے والے اور اخلاص اور تجرید کے شہسوار تھے ۔[1]

خاندان غزنویہ کا فرزند عبداللہ ؒ صبغۃ اللہ ربانی رنگ توحید کی پوری تصویر تھا ۔ مرحوم کے ابناء اور احفاد اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے ۔ ہم نے حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی ؒ اور مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے دیکھا ۔ ان کی آنکھوں میں آنسو رواں دواں رہتے تھے ۔ اوراد اور اذکار ان کی غذا تھی ۔ حقیقت ہے شب بخیزی کے باعث ان کے چہروں پر انوار الٰہی کی جھلکیاں نمایاں ہوتی تھیں ۔

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب نے کیا ہی خوب تجزیہ فرمایا ہے ۔

"بچپن سے جن صادق العقیدہ متبع سنت بزرگوں اور خاصانِ خدا کا نام عظمت اور عقیدت کے ساتھ کان میں پڑا ہے ۔ ان میں مولانا سید عبداللہ غزنوی اور ان کے خلف الرشید مولانا سید عبدالجبار غزنوی تھے ۔ یہ حضرات غزنی کے رہنے والے تھے لیکن اپنے خالص عقیدہ توحید و کامل پیروی سنت و اتباع سلف کے جرم میں ان کو افضل خان امیر کابل کے عہد حکومت میں اپنے وطن کو خیرباد کہنا پڑا اور انہوں نے " جو ناحق محض اس قصد میں اپنے وطن سے نکالے گئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پالنے والا اللہ ہے "۔[2]

عبداللہ غزنوی کے بارے میں نزہۃ الخواطر کا معاصر مصنف رقمطراز ہے ۔

" صاحب المقامات الشہیرۃ والمعارف العظیمۃ الکبیرۃ " لکھا ہے زمانہ کے لیے باعث برکت اور ہندوستان کے لیے باعثِ زینت مرحوم نے (۱۲۹۸ھ) کے اواخر میں وفات پائی ۔ (پرانے چراغ)

غزنوی خاندان خالص توحید و سنت کی دعوت میں زہد ، تقویٰ اور اخلاص کے پیکر تھے ۔ ان کی یادیں قلوب کو طمانیت اور سکون وافر بخشتی ہیں ۔ میں داخلہ لیا ۔ حفظ قرآن کے بعد اس درس میں علم صرف اور علم نحو ۔ معادن علوم قرآن اور حدیث کی تکمیل کی اور ساتھ ہی بلوغ المرام ، تالیف ابن

---

[2] مضمون پرانے چراغ ۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی ؒ از مولانا ابوالحسن علی ۔ بحوالہ ہفت روزہ الاسلام ۔ گوجرانوالہ شمارہ نمبر ۴۵ ۔ ۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء ۔

[1] بحوالہ سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی مرحوم مرتبہ صوفی احمد دین صاحب ۔

یاد رہے عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ اپنے آپ کو مولوی نہ کہلاتے تھے ۔ عبداللہ ؒ ہی لکھتے اور کہلواتے تھے ۔ عبدالرشید حنیف

حجر عسقلانی اور ریاض الصالحین تالیف محی الدین نواوی کو سبقاً سبقاً شروع کر دیا۔

صحبت صالح ترا صالح کند

شاگرد استاد کے رنگ کتاب وسنت میں علمی اور عملی طور پر رنگا گیا۔

امرتسر سے دہلی: کتاب وسنت سے قلبی اور وجدانی تڑپ نے لیل و نہار شب و روز کی فکر میں عجب انقلاب پیدا کیا۔ دہلی کا رخ کیا۔ مولانا عبدالجلیل سامرودی کے بیان کے مطابق جب دونوں اخوان کے مدرسہ میں داخلہ بھی اس وقت ۱۵ برس کی عمر تھی۔[1]

علوم حدیث اور حدیث شیخ العرب والعجم مولانا سید میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی المتوفی ۱۳۲۰ھ کے شہرت یافتہ درس میں حدیث پڑھنی شروع کر دی۔

نقش اصحاب صفہ: مولانا عبدالوہاب مع برادرِ خورد انکی رہائش مسجد حفیظ اللہ خان میں تھی میاں صاحب درسِ مشکوٰۃ دیتے دونوں اخوان درس لیتے۔ نماز پنجگانہ کے لیے کنواں سے نمازیوں کے لیے پانی سپلائی کرتے۔

اجرت: مسجد سے ماہانہ تنخواہ بارہ آنے ملتی۔ اس سے دینی کتب خریدتے اور اپنی دیگر ضروریات میں صرف کرتے۔ صبر وشکر، قناعت کو طرۂ امتیاز بناتے۔ جب بھوک زیادہ ستاتی تو بقدر کفاف گاجر خرید کر کھا لیتے لیکن حدیث کے حصول شوق میں کبھی بھی کاہلی اور ناغہ کا مظاہرہ نہ کرتے میاں صاحب کی رفاقت میں حدیث کی عملی تصویر بنتے چلے گئے۔[2]

فہم وتفقہ: اساتذہ کی شفقت، حدیث سے لگن کے اثرات میں موصوف کو تفقہ فی الدین اور ورکِ حدیث میں کمال تھا۔ دورانِ طالب علمی اسرائے حافظ بنہ۔ کی مسجد کے ارباب حل وعقد نے یہاں کے لیے درخواست کی کہ ہمیں کوئی زیرک طالب علم عنایت کرو جو خطبہ جمعہ دیا کرے چنانچہ میاں صاحب نے تلمیذ خاص عبدالوہاب کا انتخاب فرمایا۔ جس کے اثرات میں بیشمار لوگوں نے توحید و سنت کی دعوت سے رشتہ منسلک کیا عقائد باطلہ سے بے نیازی کا اعلان کر دیا۔ لیکن تقلیدی عصبیت کو حدیث سے جو بے رخی حاصل ہے۔ اس کے اثرات بھی ضمیر کے نہیں ہوا کرتے۔

توحید وسنت کا ردِ عمل: جو لوگ حدیث سے بے نیاز تھے۔ انہوں نے مولانا عبدالوہاب کا اثاثہ حدیث کی جملہ کتب کنواں برد کر دیں۔ مولانا مرحوم کو ان کتب کے فراق میں انتہائی صدمہ ہوا۔ لیکن یہاں بھی آنکھوں میں آنسو اور زبان پر کلمہ صبر تھا۔ صبر ہی مومن کی زاد دنیا اور معاد ہے۔

اساتذہ: مولانا عبدالوہاب کو جتنے اساتذہ ملے وہ اپنے دور کے عالم اجل اور عامل اکمل تھے۔ بہر

ہر ایک کا اپنا اپنا رنگ تھا۔ مولانا عبدالوہاب ان تمام کا کامل رنگ تھے۔ کامل اساتذہ انکے چار تھے۔ ان کے پاس ۱۰ سال کی عمر سے ۲۰ سال کی عمر تک فیض حاصل کرتے رہے۔

۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ حضرت مولانا سید عبداللہ الغزنوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت مولانا منصور الرحمٰن تلمیذ امام شوکانی رح ۴۔ شیخ حضرت مولانا میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رح

اجراء مدرسہ دارالکتاب والسنۃ : مولانا عبدالوہاب نے جس سودا کو اپنے لیے مفید پایا اسے بمصداق خاتم الانبیاء والمعصومین محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خیر الناس من ینفع الناس کے تحت ۱۳۰۰ھ میں مستقل "دارالکتاب والسنۃ" کے نام سے چشمہ قرآن و حدیث جاری کیا۔ اس مدرسہ کی تعمیر اور توسیع اور مولانا صاحب کی رہائش کی ذمہ داری شیخ عبدالغنی پنجابی نے اپنے ذمہ لے لی۔ جس کے تحت ایک عالیشان مسجد اور مولانا کا مکان بنایا گیا۔ یاد رہے یہ مدرسہ پہلے کشن گنج میں تھا۔ بعد میں مسجد کلاں صدر میں منتقل کیا گیا۔

ماحول مدرسہ : مولانا عبدالوہاب کی علمی زندگی دہلی کے ہر مکتب فکر پر عیاں تھی۔ آپ کی خاص کر ... درس کی وعظ سے بے شمار لوگ موحد بنتے چلے گئے۔ اس مسجد کا متولی شیخ عبدالغنی مرحوم کی آغوش میں چلا گیا۔ ادھر مولانا عبدالوہاب فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے روانہ ہو چکے تھے شیخ مرحوم کا جانشین انتہائی اپنے مسلک میں متعصب تھا مولانا حج سے واپس تشریف لائے تو جانشین نے آپ کو مسجد سے روک دیا۔ مولانا نے اپنے عزم اور استقلال میں مثال قائم کی۔ تبلیغ اور تدریس میں رکاوٹ نہ ہونے دی مولانا توحید و سنت کی خاطر تکالیف کو خندہ پیشانی سے قبول فرمایا۔

سفر رنگون : احباب کی دعوت پر رنگون تشریف لے گئے مخلص احباب نے مدرسہ کے لیے زر تعاون عنایت کیا جس سے دہلی میں مولانا نے مدرسہ کی تعمیر خاطر خواہ طریقہ سے کی۔ یہ مدرسہ صدر کلاں کے قریب واقع تھا۔

طلباء کا ورود : اللہ تعالےٰ نے دارالکتاب والسنۃ کو مرکزی درسگاہ بنا دیا۔ ابتدائی تعلیم سے ... کے طلباء کو داخلہ دیا جاتا۔ علوم قرآن اور حدیث سے تکمیل پا کر ہو کر اپنے اپنے علاقہ جات میں مبلغ ہوتے۔

... عبدالولی ارباب فقہ سے جب بات کرتے تو ان کی کتب سے حوالہ جات کی بھرمار فرماتے اور مسکت جواب دیتے۔

درس قرآن : نماز ... کے بعد درس قرآن مجید۔ تحت اللفظ دیتے جس سے طلباء اور عوام یکساں مستفید

ہوسکیں نمازِ فجر سے ۱۱ بجے تک قرآن اور حدیث کا چشمہ رواں دواں رہتا۔

ظہر کے بعد تا مغرب تعلیم کا سلسلہ شروع کرتے۔

والد سے محبت: رات کو بعد نمازِ مغرب و عشاء والد محترم کی خدمت کرتے اور انہیں دعائیں سکھاتے

طلباء سے حسن سلوک: طلباء سے حسن سلوک فرمایا کرتے ہر ایک کے مزاج اور نفسیات سے

پیش آتے پنجاب کے طلبہ کثرت سے اس درس میں شامل ہوتے تھے۔

تلامذہ: دارالکتاب والسنۃ چونکہ دہلی میں مرکزی درس گاہ تھی۔ طلباء کی کثرت تھی۔ تلامذہ کی تعداد کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔ ابو عمار ابن مولانا مرحوم کے قول کے مطابق ساری عمر علم دین یعنی قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے رہے آپ اپنے استاد کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔ کیونکہ میاں صاحب مرحوم کی طرح مولانا مرحوم کے شاگرد بھی ہزاروں کی تعداد میں تمام اکنافِ ہند اور غیر ممالک میں پھیل گئے۔

مشہور تلامذہ: ۱۔ مولانا عبدالجلیل صاحب ولادت ۱۳۱۱ھ۔

۲۔ حضرت مولانا ابو محمد عبدالجبار محدث کھنڈیلوی۔

۳۔ خطیب الہند حضرت مولانا، محمد بن ابراہیم صاحب محدث جوناگڑھی۔

۴۔ امام الحرم حضرت الشیخ ابوسمح عبدالظاہر مکی۔

۵۔ مفتی اسلام حضرت مولانا عبدالستار محدث کلانوری متوفی ۱۳۲۹ھ۔

۶۔ عالم ربانی شیخ القرآن والحدیث الحاج مولانا ابوالخلیل عبدالجلیل محدث"

۷۔ فخر اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اوڈ"

۸۔ مولانا عبدالعزیز میمن۔

۹۔ مولانا عبدالحمید پدھو آنہ جھنگوی۔

۱۰۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب فیصل آبادی۔

۱۱۔ حضرت مولانا صوفی محمد عبداللہ صاحب بانی جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن۔

۱۲۔ حکیم عبدالرحمٰن صاحب وریام اسٹیشن۔ ضلع جھنگ۔

احیاء سنن: جن سنن سے لوگ دور ہو چکے تھے مرحوم نے انہیں احیاء بخشا"۔

۱۔ پختہ چاردیواری میں عیدین پڑھتے تھے۔

۲۔ مستورات کو عیدگاہ میں جانے کی تلقین کرتے۔

۳۔ خطبہ سامعین کی زبان میں دیتے تھے۔

۴۔ صلوٰۃ جنازہ ۔۔۔ جنازہ جہر پڑھتے تھے۔
۵۔ معلق منکوحات ۔ اپنے نکاح فسخ کا حق رکھتی ہے۔
۶۔ جمعہ کی ایک آذان کے قائل اور عامل تھے۔
۷۔ لا الٰہ الا اللہ کلمہ توحید ہے۔
۸۔ ۔۔ اکراہ ۔ پر مواخذہ نہیں۔
۹۔ گائے کی قربانی اس دور میں کی جب لوگ ہندوسے ڈرتے تھے۔ حقیقت ہے اگر اس دن مولانا عبدالوہاب گائے کی قربانی نہ کرتے تو شاید یہ شعار اسلام مٹ چکا ہوتا۔ انگریز کی مخالفت کرنے سے دریغ نہ ۔۔۔ تھے۔
۱۱۔ مسئلہ امارت۔

دینی مجلہ" قرآن و حدیث کی دعوت کو عام کرنے کے لیے صحیفہ اہل حدیث ، ۱۳۴۰ھ کے اوائل میں جاری کیا۔ پہلے اس کا نام "اہل حدیث" بعد کے ہمدرد اہل حدیث بالآخر صحیفہ اہلحدیث کے نام سے جاری رہا۔

تصانیف : مولانا مرحوم کا ذوق غالب درس و تدریس وعظ و تبلیغ تھا، چند تصانیف کر سکے۔
۱۔ ہدایہ نبی المختار ال من یصلی ال یوم القرار
۲۔ امر الکلی فی قول الرسول صلوا کما رایتمونی ، اصلی ۔ مسودہ ضائع ہو گیا
۳۔ اقامۃ الحجۃ علی ان لا فرق بین صلوٰۃ المرد والمراۃ ، اردو ۔
۴۔ مشکوٰۃ شریف کا حاشیہ عربی مطبوعہ دہلی ۔
۵۔ مسنون قراۃ والا قرآن مجید ، مصری ۔

شمائل : مولانا قرآن و سنت کے رنگ رنگے ہوئے تھے او امر و نواہی کے سختی سے پابند تھے۔ مزاج میں نرمی اور سادگی تھی۔ تکلفات سے بے نیاز طلباء کے ساتھ شفیق اور یام اسٹیشن ضلع جھنگ میں ایک بستی میاں احمد کے نام سے مشہور ہے۔ میاں احمد سپرا۔ مولانا عبدالوہاب کا دست راست تھا کتاب و سنت کا عامل تھا۔ اسی بستی میں مولانا عبدالوہاب نے مدرسہ کے لیے زمین خریدی۔ اب وہ بستی مولانا عبدالوہاب کے نام سے مشہور ہے۔ جدید طرز سے عظیم الشان مسجد بن رہی ہے۔ اس مسجد میں مدرسہ قائم تھا جس میں مولانا عبدالجلیل صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب اور مولانا عبدالحلیم صاحب تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ خطابت کے فرائض مولانا حکیم عبدالرحمٰن دیا کرتے تھے اب

باقی صفحہ ۵۲ پر